سوال

(411) بینک اور پوسٹ آفس کا سود

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سرکاری وغیر سرکاری بینکوں وپوسٹ آفس سیونگ بنیک کا سود اہل اسلام کے لئے شرح محمدی کے مطابق جائز ہے یا نہیں ، اگر جائز ہے تو سودی رقوم کا مصرف فتوی شرعیہ کے مطابق کیا ہونا چاہیے ؟ (ملک ہدایت اللہ خالسوہدری)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بارہا بتایا گیا ہے وریپہ بغرض حفاظت ان بینکوں میں رکھا جائے تو حسب قاعدہ جواس پر انٹرسٹ ملے بعض علماء ، (مثلاً دیو بند ، مفتی جمیتہ العلماء دہلی مرحوم ، مفتی مسجد چینیاں لاہور وغیرہ) جائز رکھتے ہیں جمہور علماء ناجائز ،

(اہلحدیث ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ سمہء)

شرفیہ :-

بینک یا ڈاک خانے میں جو لوگ روپیہ جمع کر کے ان سے نفع لیتے ہیں یہ قطاً جائز نہیں حرام ہے اس لئے بینک والے اس روپیہ کو سود پر چلاتے ہیں اور ان کا حساب کر کے جتنا سود میں سے ان کا حصہ نکلتا ہے دیتے ہیں اور سود حرام ہے اور بحکم وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى لِاثْمِ وَ لعُدْوٰنِ . (پ ٦ ع ٥) اگر کوئی نفع نا بھی لے تب بھی حرام ہے تعاون علی الائم ہے لہذا مقتیوں کے فتاوی مذکورہ باطل ہیں اور الظہر یرکب بنفقتہ سے باطل ہے اس لئے کہ قیاس مع الفارق ہے سواری کا جانور بلا غذا ہلاک ہو جاتا ہے بخلاف ارض زمین کے کہ بلا جوتنے کے اور عمدہ ہو جاتی ہے اور نیز زمین سے بعد استعمال قرض سے دوگنا چوگنا سے زائد حاصل ہوتا ہے اس کو محسوب کرنا لازم ہے کمانی الحدیث مالاخطہ ہو فتاوی نذیریہ :

<u>ازقلم خطیب الاسلام مولانا عبدالروف خانصاحب رحمانی</u>

<u>جھنڈے نگری</u>

تشریح :-

اسلام میں سود لینا، سود دینا، سود کے کاغذات مرتب کرنا، اور سود کی شہادت دینا تک حرام ہے اور سود خوروں کی وہی پوزیشن ہے، جو ایک زانی، شرابی اور قمار باز کی ہوتی ہے لیکن یورپ سے جب بینک کی بیماری ہندوستان پہنچی، تو ہم مسلمانوں نے بھی اس طرح کا خیر مقدم کیا جس طرح اور قوموں نے کیا، ہم نے بھی دوسری غیر مسلم جماعتوں کی طرح سود کا لین دین شروع کر دیا۔

اقبال ہمارے اس کا خزانہ نظام کے قبول کرنے پر لکھتے ہیں

چنیں دور آسمان کم دیدہ باشد   کہ جبرئیل امین را دل خراشد

بنا کردند خوش دیرے کہ این جا   پرستد مومن و کافر تراشد

کافر نا سد نظریات گھڑتا ہے اور مسلمان اس فاسد نظام زندگی کا عملاً پجاری بنتا ہے اکثر علماء نے اس نظام کی مخالفت بھی کی لیکن مسلمانوں نے اپنے زعم میں کسی کی بھی پروانہ کی اور برابر سود کا کاروبار کرتے رہے مگر اس میں وہی سیاسی الجھیں پیدا ہو گئیں، جو دوسرے سیاسی مسائل میں پیدا ہوتی ہیں، یعنی مسلمانوں میں سود دینے والے زیادہ ہیں اور لینے والے کم اس طرح مسلمانوں کا ادا کیا ہوا سود غیر مسلموں کے پاس جانے لگا تو اسے صرف مسلمانوں تک محفوظ رکھنے کے لئے مسلم بینک قائم کیا گیا، حالانکہ مسلم کو بنیک سے اتنی ہی ضد ہے جتنی کہ لفظ، (شمس) کو لفظ، (لیل) سے لیکن ہم نے آج تک، (شمس اللیل) کا وجود نہیں دیکھا، اور نہ ہی قیامت تک دیکھ سکیں گے لیکن، (مسلم بنیک) کا وجود ضرور دنیا کو دیکھا دیا جس کا واحد مقصد مسلم غرباً سے سود وصول کر کے مسلم امراء کے خزانہ میں بھرنا ہے اور اس طرح ہم نے کھلم کھلا اسلام اور سود کا ایک خود ساختہ مقدس اتحاد دنیا کو کھلا دیا، عقلی نقطہ نظر سے اور مشاورت اور تجربات کے لحاظ سے یہ سود لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات ہے اقبال سے خوب لکھا ہے

سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات

ظاہر میں تجا سے حقیقیت میں جوا ہے

علامہ اقبال اس سود کو لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات کا مرادف سمجھتے ہیں اب سنیئے ایک اور خطرہ بھی اس سلسلے میں درپیش ہے اور یہ خطرہ بھی یقینی ہے شریعت اسلام میں سود، شراب، زنا، قمار بازی وغیرہ کا مرتبہ بحثیت حرمت تقریباً برابر ہی ہے لیکن آج جب کہ یورپ نے سود کو عام کر دیا، اور قانوناً اس کے لئے جواز مہیا کر دیا تو ہم نے فخر کے ساتھ، مسلم بینک قائم کر دیا اور اگر یورپ کے سرمایا داروں نے اپنی عیاشی اور سرمایہ داری کی افزائش کے لئے شراب نوشی، زنا کاری، قمار بازی وغیرہ کے لئے بھی قونونی جواز مہیا کر دیا تو مسلم شراب خانہ، مسلم زنا خانہ، اور مسلم قمار خانہ کے قیام پر بھی فخر ہونے لگے گا، (معاذ اللہ) کیونکہ ہم یورپ کی سرمایہ داری کو قبول کر چکے ہیں اور اسلام کا لفظ تو ہم کو ورثہ میں مل ہی چکا ہے اور اس کے استعمال سے ہم کو کوئی روکنے والا نہیں اکبر الہ آبادی نے ایسے ہی لوگوں کے لئے لکھا ہے

آج جو جی میں آئے آپکے وہ کام کیجئے   پس انجمن میں دعوی اسلام کیجئے

بہر حال مسلم بینک کا واحد مقصد مفلوک الحال غریب لوگوں کو روپیہ قرض دے کر سود ہی وصول کرنا ہے اور چونکہ ہر مسلم بینک کو بھی ایک مضبوط قانونی طاقت حاسل ہے جو غریب کاشتکاروں سے وصول کے وقت ہر ممکن طریقہ اختیار کر لیتی ہے اور مفلس کاشتکار جو دانہ دانہ کو محتاج ہوتا ہے اپنی زمین، مکان وغیرہ گرو رکھ کر یا اس سود کو ادا کرتا ہے بلکہ بعض اوقات تو یہ یہاں تک مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بھی گرو رکھنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اقبال نے ایسے ہی مفلوک غریب اور مظلوم کاشتکاروں کے متعلق لکھا ہے

دہقاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مردہ   بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جان بھی گرو غیر بدن بھی گرو غیر   افسوس کہ باقی نہ مکان ہے نہ مکین ہے

(مصباح بابت رجب و شعبان ۱۳۸۶ سمہ ء)

بینک کے سود کے متلق

مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کا فتوی

قابل غور علمائے کرام بخدمت ایڈیٹر صاحب الحدیث زاد عنایت

السلام علیکم !

میں نے ایک استفاء بخدمت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی بھیجا تھا چونکہ جناب موصوف نے اس فتوی کے خیر مین خود لکھا ہے کہ یہ فتوی علماء کے سامنے پش کرنا چونکہ اخبار الحدیث عموماً علمائے اہلحدیث کی نظر سے گزرتا ہے لہذا تنکلف خدمت ہوں کہ وہ براہ مہربانی اس فتوی کو چھاپ کرناظرین تک پہنچا دیں ، (خاکسار محمد علی سائل)

بخدمت حضرت مولانا مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی ادا ام اللہ فیو ضھم

السلام علیکم !

عرض ہے کہ آج کل تجارت اور فلاحت وغیرہ میں بینکوں سے لین دین رہتا ہے عرض ہے کہ ان بینکوں میں اگر روپیہ رکھا جاوے ، تو اسکا نفع جو ملے ، وہ نفع لینا جائز ہے ؟

(مفتی حکیم علی محمد ساکن کاکڑیالہ ، ڈاک خانہ ترن تارن ، ضلع امرتسر)

الجواب : ۔ بھائی جان و علیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ ، بینکوں سے بلکل بچنا لازم ہے لاچاری سے اگر کوئی آدمی اپنی جان اور اپنے مال پر ڈر کر روپیہ بینک یا ڈاک خانہ میں رکھ لے یا حکام تنخواہ داروں کے ماہوار میں بزور کچھ مبلغ رکھے جاتے ہیں پھر دیتے وقت کچھ ذیادہ بھی دیتے ہیں نہ ہم نے ذیادہ کے واسطے روز اول دیا تھا اور نہ یہ نیت تھی ، نہ یہ عقیدہ نہ یہ اقرار تھا اور نہ اب ان سے ہم سود طلب کرتے ہیں اگر وہ برضا و رغبت خود دیتے ہیں تو چشم سر دو دل شاد ہم کیوں نہ لیں ، ہمارے امام مولوی عبدالجبار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا !

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی سے قرض لیتے تو ادا کے وقت ذیادہ دیا کرتے ، جب روز اول یہ نیت ربا نہ دیا جاوئے اس نے ایک مدت تک ہمارے روپوں کو استعمال کیا ، اب ادا کے وقت وہ اپنی مرضی سے ذیادہ دیتا ہے تو یہ کیوں ربا ہو یہ بے شک حرام رہا ہے کہ بینک سے سود روپے لے کر تجارت یا دیگر معاملات کرے یا بینک میں شریک ہو کر حصہ ڈالے ۔ ہذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب میں ہوں لاہوری دعا گو عبدالواحد بن عبداللہ الغزنوی عفاء اللہ عنہ ، (۱۲ شعبان ۱۹۶۵ سمہ ء)

الحدیث :

نفس فتوی پر جو صاحب چاہیں رائے دے سکتے ہیں (۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء)

تعاقب بر فتوی مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی لاہوری

اخبار اہلحدیث مجسریہ ۲۳ مارچ ۶۵ سـمہء میں بینک اور ڈاک خانے کے سود کے متعلق جناب مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کا جو فتوئے شائع ہوا ہے وہ میرے دیکھنے میں آیا، میرے ناقص علم میں جناب موصوف کا یہ جواب غیر صحیح ہے اور قابل علم نہیں گو مجبوری سے بھی ان جگھوں میں روپے رکھے جائیں۔ اور ڈاک یا بینک برضا ورغبت دیا جاتا، اور لیا جانا جائزہے، مگر یہی ہدیہ اگر مدیون، (قرض لینے والا)اپنے دائیں،

(جس سے قرض لیا جائے) کو دے دے تو دائیں کے لئے اس خاص صور میں ہدیہ لینا جائز نہ ہوگا،

لقولہ علیہ السلام وعنہ ای عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقترض الرجل الرجل فلایاخذہدیۃ (روایۃ البخاری فی تاریخہ ہکذا فی المنتقی مشکوۃ شریف مع ترغیب ترہیب ۶۳۸)

(کتبہ محمد یعقوب اکبرق البیاپوری العظیم ابادی)

ازعلامہ قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

علماء نے لکھا ہے کہ بینک وغیرہ کا سود لے لیا جائے، مگر اس سے نہ خود خرچ کیا جائے، نہ کسی عبادت نہ قربت کے کام یہ میں کیا جائے بلکہ کسی محتاج اور غریب کو دے دیا جائے اور اس کے ثواب کی امید نہ کی جائے، (روزنامہ انقلاب ممبئی ۲ فروری ۱۹۸۴ سـمہء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص395

محدث فتویٰ